إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا

...وہ خدا اور رسول کے احکام پر چلتا ہے اور لوگوں کو چلاتا ہے

لحلت متعه

من تصنیف جناب مولانا مولوی سید محمد ح...

مشہدی بخاری

حسب الحکم جناب مصنف رسالہ و مالک مطبع گلزار ابراہیم

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

۱۸۹۲ء

گلزار ابراہیم پریس مالیر کوٹلہ میں غلام حسین پرنٹر نے چھاپا
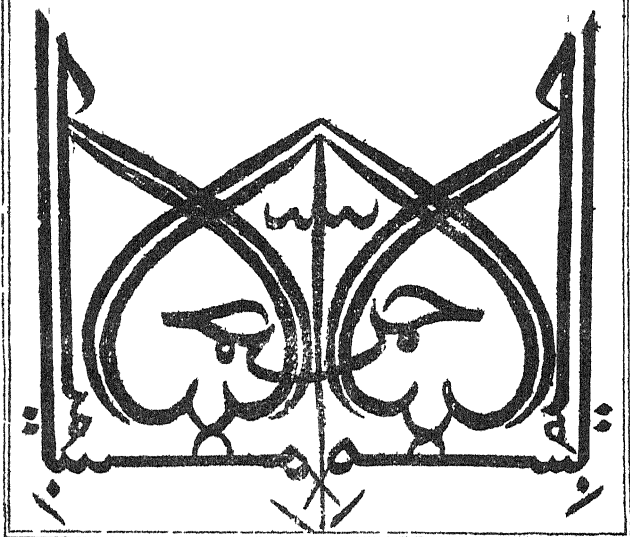
الحمد لله الذی خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق
الجان من مارج من النار وحب الشهوات الماکول والمشروب والملبوس
صار فی طبایعهم قار فعلی اختلاف الاثار کانوا منهم الابرار ومنهم
الفجار والصلوٰة علی رسوله المختار الذی هدینا علی صراط الاخیار
والذی هو من فرض الله طاعته وطاعت اله الذین هم الائمة
الاطهار علی کل مسلم وکفار والذین سواهم فی الاستطاعنه من
البریه بعزته ورسوله البشار کما قال اطیعوا الله ورسوله واولی
الامر منکم واسق جب علی والا بیتهم خلود المومنین فی جنات
تجری من تحتها الانهار وانجا ملجا للموالین براب النجات عن النار صلوات
الله علیهم الی یوم القرار الف الف الف مراة فی کل لیل ونهار ٭

اما بعد بندہ خاطی ابن سید شمس الدین علی النقوی محمد حسن المشہدی ثم الحایری البخاری عرض کرتا
ہے خدمت میں سالکان مسلوک ہدایت و متقین و پیروان سنت جناب سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ
وآلہ الطاہرین کے کہ دریں وقت اکثر صاحبان دربارہ حقیقت متعہ بہت سے سوال کرتے ہیں
اور جواز و عدم جواز اس کے میں استفسار کرتے ہیں او بوجہ [illegible] تقریر و عدیم الفرصتی بانی
تقریر سے اس وقت سائل کو مطمئن کرنا متعذر ہوتا ہے لہذا مناسب متصور ہوا کہ اس باب
میں بالاستیعاب ایک رسالہ تالیف کیا جاوے کہ حاوی بعض احکامات و آداب ضروریہ کا ہو
اور موثق کیا جاوے ساتھ دلائل عقلی و نقلی کے تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ ایک مسئلہ ضروری
کو کس طرح ناجائز کیا ہے اور کن وجوہ سے اس حکم کو توڑا ہے افسوس طمع نفسانی ایسی ہے کہ جس
سے حلال و حرام میں بھی تمیز نہیں رہتی اور یہہ امر بھی نہیں کہ ایک شخص کی طمع نفسانی پر غور
کیا جاوے بلکہ آنکھ بند کر کے جمہور بھی اسکی [illegible] تقلید ہو جاتے ہیں اس رسالہ کو جو صاحب
ملاحظہ کرینگے معلوم ہو جائیگا کہ متعہ جائز ہے یا ناجائز لہذا مرتب کیا یہ رسالہ [illegible] دو باب
پر باب اول اثبات متعہ میں باب دوئم احکام و آداب متعہ میں [illegible] فی البیان
و نستعین من اللہ المستعان ۔ **باب اول** قال اللہ تعالیٰ در سورہ نساء
جزء خامس رکوع اول فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن فریضة یعنی جب
کسی نے برخورداری پائی ساتھ انکے عورتوں سے جو منکوحہ [illegible] پس دو تم ان کو مہر ان کی درحالیکہ
مفروض ہے **بیان** فا حرف عطف کا اور ما [illegible] موصولہ ہے استمتعتم صیغہ ماضی معلوم باب استفعال
سے ہے جو افادہ معنی ابتدا کا کرتا ہے موجب خاصیت اپنی کے فریضہ حال واقع ہوا ہے اجور کا
مراد اس سے یہہ ہے کہ اجرہ واجب ہوتا ہے اور اس کا استمتاع پر تمام اس کا بخلاف نکاح دائمی
کے کہ تمام اجرہ مجرد نکاح پر واجب نہیں ہوتا ہے الا بعد مواقعت کے پس مخصوص ہوا ورود
اس آیہ کا درباب متعہ متبادر ہے سوا اس کے اور کوئی امر مستفاد نہیں بلکہ علماء [illegible]
اہل سنت بھی ورود آیہ [illegible] متعہ میں قائل ہیں چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور صاحب
مدارک نے تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ یہہ آیہ متعہ میں نازل ہوئی [illegible] اور زاہدی نے تفسیر
زاہدی میں لکھا ہے کہ بذکر اجر گفت و مہر و صداق نگفت دلیل آنست کہ مراد متعہ است اور

تفسیر در منثور میں سیوطی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ فما استمتعتم به منهن یعنی نکاح متعہ

اور قول مخالفین منسوخیت آیہ متع میں مقبول نہیں بلکہ منسوخ ہے بچند وجہ اول یہہ قول بعضے

متعصبین کا خلاف عقیدہ علمائے فحول و مقتدمیں اہل سنت قائل تنسیخ نہیں ہیں چنانچہ

فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ نزلت ایته المتعه

فی کتاب الله ولم ینزل بعدها ایته تنسخها دوئم جس آیہ کو ناسخ اس کی قرار

دیتے ہیں یعنی آیہ الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم مدنی ہے اور آیہ متعہ مکی

ہے آیہ مدنی آیہ مکی کی ناسخ نہیں ہو سکتی اس جہت سے کہ آیہ مکی سابق ہوتی ہے اور آیہ مکی

لاحق سابق لاحق کی ناسخ نہیں ہے سوم مشروعیت متعہ آیہ سے ثابت ہے اور منسوخیت

بخاری روایت سے روایت کا ناسخ آیہ ہونا خلاف عقل ہے ماورا اسکے ثبوت متعہ میں چند

دلائل عقلی موثق و مضبوط ہیں اول یہہ کہ قرائت اہل بیت علیہم السلام میں لفظ الی اجل مسمی کا

ہونا دلیل قوی ہے مشروعیت کے واسطے چنانچہ ثعلبی نے جو علمائے عظام اہل سنت سے

تھے حبیب بن ابی ثابت سے روایت کی ہے کہ حبیب نے کہا کہ ابن عباس نے مجھ کو کلام اللہ دیا

اُس میں یہہ آیہ اس صورت تھی فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی فاتو

هن اجورهن فریضه اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ ابن عباس و ابن جبیر و ابی

بن کعب و ابن مسعود وغیرہ نے اس آیہ کی قرأت معہ جملہ الی اجل مسمی کے بھی در صورتیکہ قرأت

اس آیت کے معہ جملہ الی اجل مسمی مسلم ہے کسی طرح کا شبہ ورود اسکیمیں بجز نکاح منقطع

کے جس کو متع کہتے ہیں نہیں رہا دوئم روایات فریقین سے ثابت ہے کہ ابن عباس فتوی

ساتھ نکاح متعہ کے دیتے تھے اور خود عمل اُس پر کرتے تھے چنانچہ مناظرہ اُن کا ابن زبیر کے

ساتھ اس باب میں مشہور ہے اور ابن عباس وہ ثقہ راوی ہیں جن کے حق میں زبان پاک

وحی ترجمان وحق بیان جناب رسالت مآب صلوۃ اللہ علیہ و آلہ الاطیاب سے جن کی

شان میں رب العالمین نے فرمایا ہے ما ینطق عن الهوا ان هو الا وحی یوحی وارد ہے انه

کنیف ملی علماً یعنی تحقیق ابن عباس محوطہ ہے پُر از علم یہہ ابن عباس کے بدن نے علم پر احاطہ

کیا ہے بس فتوی ایسے شخص کا محمول بر خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا سوم روایت مشہور خلیفہ

دویم کہ فرمایا انہوں نے متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ محرمھما و معاقبت علیھما متعہ الحج و متعۃ النساء اور طبری نے جو اعظم اہل سنت سے ہیں کتاب مستنیر میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ خلیفہ ثانی فرمودہ ثلث کن علیٰ عہد رسول صلوٰۃ اللہ علیہ والہ انا محرمہن و معاقب علیہن متعۃ الحج و متعۃ النساء وحی علی خیر العمل ان روایات معتبرہ سے مشروعیت و اباحت متع کی اور رواج اس کا در عہد جناب رسالت مآب صلوٰۃ اللہ علیہ والہ اور عدم ممانعت استعمال اس کی کسی عہد میں سوائے عہد خلیفہ دویم ثابت ہے زیرا کہ اگر کسی اور عہد میں ممانعت اسکے عمل سے صادر ہوئی ہوتی تو خلیفہ صاحب یہہ نہ فرماتے کہ احرمھما بلکہ یہہ فرماتے کہ بعد اجرا پھر فلانے عہد میں منع ہو گیا تھا چہارم عینی شارح صحیح بخاری نے باب غزوہ خیبر میں ابو سعید خدری سے اور جابر ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے انا تمتعنا الی نصف خلافت عمر حتی منع الناس فی شان عمرو بن الحریث یعنی ہم دونو متع کرتے تھے تا نصف خلافت عمر کہ تا اینکہ منع نمود عمر مردمان را از متعہ در باب عمر بن حریث پنجم جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں جس جگہ اولیات خلیفہ دویم کا ذکر کیا ہے لکھا ہے اول من حرم المتعہ یعنی عمر وہ شخص ہے کہ جس نے متعہ کو حرام کیا ہے اس تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ دویم کے منع کرنے سے پہلے متعہ منع نہیں تھا پس جس فعل سے اباحت بحکم الٰہی عہد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ میں ثابت ہو چکی ہو حرام کرنے خلیفہ صاحب سے وہ امر کس طرح حرام ہو سکتا ہے چنانچہ روایت مشہور ہے عبداللہ بن عمر کہ وہ فتوی متعہ کا دیتے تھے کہا اُن سے لوگوں نے کہ تم فتوی جواز متعہ کا دیتے ہو حالانکہ تمہارے باپ نے متعہ حرام کیا تھا کہا عبداللہ بن عمر نے کہ جس امر کو خدا اور رسول خدا نے جاری و مباح کیا ہو میرے باپ کے حرام کرنے سے وہ فعل حرام نہیں ہوتا میرے باپ ناسخ و مجاز تنسیخ حکم خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ کی نہیں ہوسکتے اور روایات طریق شیعہ سے جو اباحت متعہ میں وارد ہیں وہ یہہ ہیں محمد بن یعقوب عن عدۃ من اصحابنا عن سہیل بن زیاد و علی بن ابراہیم عن ابیہ جمیعا عن ابن ابی نجران عن عاصم بن حمید عن ابی بصیر قال سئلت ابا جعفر علیہ السلام عن المتعۃ فقال نزلت

فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به
من بعد الفريضة عنه عن محمد بن اسمعيل عن الفضل بن شاذان عن صفوان عن ابن مسكان قال
سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول كان علي عليه السلام يقول لولا ما سبقني اليه ابن الخطاب
ما زنى الا شقي القاو عنه عن محمد بن يحيى عن عبد الله بن محمد عن علي بن الحكم عن ابان بن عثمان
عن ابي مريم عن ابي عبد الله عليه السلام قال المتعة نزل بها القرآن وجرت بها السنة
من رسول الله صلی الله علیه واله اور بعض روایات اہل سنت کے بھی موافق اس کے
ہیں چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح میں عطا سے جو کہ ایک جماعت نے جابر بن عبد اللہ انصاری
سے چند مسائل دریافت کئے ان میں سے ایک یہہ تھا کہ متعہ مشروع و حلال ہے یا نہ کہا حلال
اور مشروع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ نے اسکو مشروع کیا بحکم الٰہی ایضاً مسلم بن حجاج نے
اپنی صحیح میں باسناد خود روایت کی ہے بہ سند الحسن الحلوانی قال حدثنا عبد الرزاق
قال اخبرنا ابن جریج قال قال عطا قدم جابر بن عبد اللہ معتمراً فجئناه فی منزله
قال ساله القوم عن اشیاء ثم ذکروا المتعة فقال استمتعنا علی عهد رسول الله
وابی بکر و عمر عمدہ دلیل عقلی اباحت متعہ میں یہہ ہے کہ وطی دو قسم پر ہے مشروع و غیر مشروع
مشروع کو عرف عام میں نکاح اور غیر مشروع کو زنا کہتے ہیں اگر متعہ قسم نکاح میں نہیں ہے
تو لازم ہے کہ قسم زنا میں ہو کیونکہ نکاح و زنا میں تقابل عدم و ملکہ ہے جن میں واسطہ نہیں
ہوتا بخلاف تقابل تضاد کہ اس میں واسطہ ہے اگر متعہ زنا سے ہوتا تو بالضرور
جملہ کبائر میں مشہور ہوتا کیونکہ زنا جملہ کبائر میں سے ہے حالانکہ ابن حجر مکی نے کتاب زواجر
میں [illegible] کبائر کا حصر کیا ہے کسی نے متعہ کو شامل حصر کے
نہیں کیا بس عدم احصار اس کا کبائر میں و عدم شمول اس کا زنا میں عمدہ دلیل اباحت کے
متعہ ہے کیونکہ از روئے علم اصول فقہ کے [illegible] حلیت شئی کے عدم علم حرمت سے ثابت ہوتی
ہے کما ھو مشہور کل شیء مباح حتی یعلم حرمته اگر کوئی کہے کہ حرمت اس کی قول خلیفہ
دوئم سے ثابت ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ حرمت مقابل حلت کے ہونی چاہیے جب کہ حلت
اس کی بنص الٰہی سے ثابت ہے حرمت بھی نص الٰہی سے ہونی چاہیے قول خلیفہ صاحب تو حرم

مذہب شیعہ کے فتاوی کس صورت اس کی اباحت کے جاری ہوتے اور معمول بہ کیوں
ہوتا دویم یہہ کہ کوئی دوسری حدیث ائمہ علیہ السلام سے بھی موافق اس کے صرورد وارد ہوتی
حالانکہ کوئی حکم ائمہ علیہ السلام موافق اس کے ممانعت میں وارد نہیں ہے تمام احادیث
متواترہ کثیرہ سے جواز اس کا ثابت ہے فقط یہی حدیث اُس کے مضمون کی ہے سوم روایت
مشہور ہے حضرت علی علیہ السلام سے لولا سبقنی الله ابن الخطاب ما زنی الاشقی
یہہ نقیض ہے قول خلیفہ دویم نقیض یہ ہر سنی رفع شئے کا ہوتا ہے اور حدیث استبصار موید
قول خلیفہ دویم کی ہے پس لازم آیا اجتماع ضدین سو یہہ محال ہے اور یہہ حدیث لولا سبقنی
متواتر ہے اور وہ حدیث ساذ چہارم آنکہ جیسا خلیفہ صاحب نے کسی مصلحت وقتی کے
اقتضا سے منتعہ فرمایا تھا درصورت تسلیم اعنیا حدیث استبصار حضرت علی علیہ السلام
نے بھی کسی مصلحت وقتی کی جہت سے بیان روایت سماعی کا قطع از نظر از تحقیق و تصدیق
حدیث کے فرمایا ہوا سے جہت سے جامع حدیث نے اس حدیث کو تصدیق نہیں کیا و معتبر
نہیں گردانا چنانچہ لکھدیا ہے اس حالت میں یہہ حدیث قابل سند و محل اعتبار و محل جواز
منتعہ نہیں ہوسکتے اور احکام مصالح وقتیہ استمراری نہیں ہوسکتی پنجم جوار منتعہ آیہ سے ثابت
ہے اور عدم جواز روایت سے روایت ناسخ آیہ کی نہیں ہوسکتی **تنبیہہ** عبد ضعیف راجی
الی ربہ القوی محمد حسن المشہدی الحایری جامع اوراق معترف پہیچدانی غرض پرداز ہے
کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرضوان صاحب استبصار ما بہ الاختلاف الاحادیث والاخبار نے
کتاب مذکور میں حدیث حرمت منتعہ کو ایراد فرما کے تاویل اُس کی تبقیہ ارشاد فرمائی ہے
یہہ مقام محل تردکا ہے اس وجہ سے کہ کتب محققین امامیہ مثل عبد اعلم الہدی سید مرتضی
رحمۃ اللہ تعالی علیہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم سے ثابت ہے کہ تقیہ رسول صلوۃ
اللہ علیہ پر حرام ہے زیراکہ باعث عدم اشاعت حق کا متصور ہے اور امام علیہ السلام
پر اختلاف ایسی حقوق میں تقیہ جائز ہے لیکن جو امور ایصال الی اللہ سے عباد مکلفین
کو دور رکھیں اُس جگہ تقیہ امام کو جائز نہیں اور عامہ مومنین کو تقیہ اولی فروع میں جائز ہے
جو منکر توحید اور نبوت اور رسالت اہل بیت علیہ السلام کی نہوں مگر نسبت تقیہ جناب امام علیہ السلام

کیجاوے تو خلاف جمہور علمائے شیعہ و عقائد حقّہ انکی نیز مستلزم تسلیم حدیث کا ہوتا ہے تسلیم اس حدیث کے سراسر مخالف مذہب حقّہ کے ہے اس دلیل سے کہ حدیث برجوع و آیہ قرآن مدام راجح ہے۔ موافق اصل مذہب حقّہ کے صورت ہٰذا یعنی تسلیم حدیث میں ترجیح مرجوع لازم آتی ہے سو یہہ باطل ہے بلکہ نسبت تقیہ کے محمول بر تقیہ ہے زیراکہ جو حدیث کہ منسوب بائمہ طاہرین ہو بعد لحاظ رواۃ کے اگر جرح و خلل سے کل رواۃ حدیث پاک ہوں تو اُسوقت تاویل حدیث بدیگر اسلوب جایز الامکان ہے اس سبب سے کہ الزام برامام علیہ السلام عاید ہوتا ہے جو حدیث نظر براحوال رواۃ قابل اطمینان کے نہیں ہے تاویل کرنا اسکا بدیگر اسلوب جائز نہیں جب حقیر نے رواۃ حدیث کو کتب اسماء الرجال سے مطابق کیا تو کُل روات اُس کی ضعیف غیر جید مخالف مذہب پائی چنانچہ خاکسار تصریح ہر شخص کی رواۃ حدیث سے کریگا جب اس حدیث کے راوی مجروح ہوئے تو حدیث کے غیر مسلم عند التحقیق قرار پائی پس ایسی حدیث سند دعوی میں کافی نہیں ہوسکتی تفصیل احوال رواۃ کی بدین منوال ہے اول محمد بن الحسین بن سعید یہہ شخص بدرجہ غایت ضعیف العقیدہ و ضعیف الروایت تھا بعضوں نے کہا ہے کہ غالی تھا کما ورد فی التخلیص محمد بن الحسین بن سعید الصایغ کوفی بنزل فی بنی دھل الوصص ضعیف جداً قیل انہ غال دویم محمد بن احمد بن یحیی یروی عن الضعفا و یعتمد المراسل ولا یبالی عن اخذ باطل فی نفسہ طعن یعنے یہہ شخص بذات خود مطعون تھا اخذ باطل میں کچھہ اس کو احتیاط نہ تھا چنانچہ مذکور رہوا سوم حسین بن علوان کوفی مخالف مذہب تھا مراد اس حسین ثقہ تھا وہ بھی جماعت عام میں تھا۔ اور اپنے بھائی حسین کی نسبت جو راوی حدیث ہے ثقہ تھا ورنہ ثقاہت کاملہ اُس میں نہ تھی لیکن اُن کو رغبت و محبّت امام علیہ السلام تھی چنانچہ صاحب مخلیص تحریر فرمودہ چہارم عمر بن خالد الواسطی یہہ شخص واسط کے رہنے والا

اہل سنت ... تھا حضرت زید سے اکثر روایت کرتا تھا مگر اس کو محبت اہل بیت
سے تھا ... ثقاہت میں مجہول الحال تھا چنانچہ تخلیص میں مرقوم ہے عمر
بن خالد واسطی روی عن زید بن علی علیہ السلام کان من رجال العامة الا انه
[illegible] مختصر علی معانی الفقه [illegible] موثوق بالحدیث [illegible]

باب دوئم در ارکان و احکام و آداب متعہ

اس باب میں دو فصلیں ہیں

فصل اول ارکان متعہ میں

ارکان جمع رکن ہے رکن بمعنی لغوی ... سخت یا وہ چیز جس پر شے ... کا ہو رکن متعہ کے چار ہیں اول صیغہ دوم محل سوئم ... چہارم مہر اگر ان میں سے کوئی رکن ارکان چار ... سے فرض کیا جاوے تو متعہ ممکن نہیں اگر وطی ایسے متعہ سے واقع ہو جس کا کوئی رکن مفقود ہو وہ فعل حرام ہے زنا میں داخل ہے زیراکہ خلاف وضع شرعی کے واقع ہوتا ہے

رکن اول صیغہ ہے پس صیغہ وہ لفظ ہے جو شرع نے وضع کیا ہے واسطے صحت وحلت اس نکاح کے وہ دو لفظ ہیں ایک کو ایجاب کہتے ہیں دوسرے کو قبول ایجاب بجانب زن کے ہوتا ہے قبول بجانب مرد کے ایجاب کے تین کلمہ ہیں زَوَّجْتُکَ و مَتَّعْتُکَ و اَنْکَحْتُکَ قبول کے دو کلمہ ہیں قَبِلْتُ و رَضِیْتُ چنانچہ مرد نسبت بروایت ابان بن تغلب قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام کیف اقول لها اذا خلوت بها قال تقول اتزوجك متعة على كتاب الله وسنة نبيه لا وارثة ولا موروثة كذا وكذا يوما وان شئت كذا وكذا سنة بكذا وكذا درهما وتسمى من الاجر ومن الاجل ما تراضيتما عليه قليلا كان او كثيرا فاذا قالت نعم فقد رضيت وهي امرأتك وانت اولى الناس بها ايضاً بروایت ابن بصیر عن تغلب قال تقول اتزوجك متعة على كتاب الله وسنة نبيه نكاحا غير سفاح وعلى ان لا ترثني ولا ارثك كذا وكذا يوما بكذا وكذا درهما وعلى ان عليك العدة ايضاً ابن عمران هشام

بن سالم قال قلت کیف یتزوج المتعہ قال یقول اتزوجک کذا وکذا یوماً بکذا وکذا درہما فاذا مضت تلک الایام کان طلاقہا فی شرطہا ولا عدۃ لہا علیک صورت ترکیب ان الفاظ کی انشاء اللہ تعالیٰ بعد ذکر چار رکن کے بیان ہوگی ✤ رکن دویم محل ہے یعنی جائے وقوع نکاح وہ عورت ہے جس سے نکاح کیا جاوے ✤ شرط اس میں یہہ ہے کہ زوجہ متوعہ مسلمان یا اہل کتاب میں سے ہو مثل یہودیہ یا نصرانیہ یا مجوسیہ کے لیکن اُس کو پینے شراب یا کھانے حرام سے منع کرے متعہ جائز نہیں زن بت پرست وزن ناصبیہ معلنہ سے معلنہ کہتے ہیں ✤ اُس کو جو اعلان عداوت کا کرے اور ناصبیہ اُس کو کہتے ہیں جو موالیان اہل سنت سے اظہار عداوت کا کرے مثل خوارج وغیرہ کے جائز نہیں متعہ زن شوہر دار وصاحب عدۃ سے خواہ عدۃ طلاق ہو خواہ فراق از موت ہو وخواہ عدۃ خلع نیز جائز نہیں کنیز کے ساتھ بدون اذن اُس کے مالک کے وزن کنیز سے زن آزاد پر مگر باذن زن آزاد ایسی ہے بھانجی وبھتیجی زن سے مگر باذن زن اور جائز نہیں زن زانیہ سے اور حکم جمع بین الاختین نکاح ومتعہ میں مساوی ہے یعنے جائز نہیں اور جائز ہے جمع با زیادہ از چار زن بلا قید انتہا کے متعہ میں اور مکروہ ہے بدون ضرورت مروبست روایت اسمٰعیل عن الرضا علیہ السلام فی حدیث قال ینبغی لک ان تتزوج الا بماھو مومنۃ ان اللہ عزوجل یقول الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیہ لا ینکحہا الا زان او مشرک وحرم ذالک علی المومنین ایضا منہ انہ سال عن المتعہ فقال لا ینبغی لک ان تتزوج الا بمومنۃ او مسلمۃ ایضاً اسمٰعیل بن سعد الاشعری قال سئلتہ عن الرجل یمتع من الیہودیۃ والنصرانیۃ قال لا اری بذالک باسا قال قلت فالمجوسیۃ قال **فائدہ** ان دونوں حدیثوں میں تعارض واقع ہے موجب تعارض بجز اختلاف روات اور کوئی امر نہیں ایسے مقام میں حکم رجحان پر ہوتا صادر ہوتا ہے اس خاندان کی

تحقیق میں جواز کو ترجیح حاصل ہے دو دلیل سے اول یہہ کہ جواز میں دو حدیثیں
وارد ہیں اور عدم جواز میں ایک ساذ حکم ہے دویم جواز میں حکم دو امام علیہما السلام
کا متفق ہے اور عدم جواز میں ایک امام کا حکم ہے لہذا شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمتہ
نے محمول بر کراہت کیا ہے عند تمکین غیر مجوسیہ و با عدم تمکین غیر مجوسیہ جابر
تصور فرمایا ہے چنانچہ استبصار میں مفصل بیان ہے لیکن نظر بتطبیق فیما میں
حکمیں ممکن ہے کہ ممانعت نسبت مجوس بنا بر شبہہ کے وارد ہوئی ہو چونکہ یہہ
امر یقینی نہیں ایسے مقام میں استنباہ نسبت روایت کے ہی ہوتا ہے لہذا
ملاحظہ احوال روات کا ضرور ہوا چنانچہ خاکسار نے کتب رجال سے روات کو
جو دیکھا تو تینوں حدیثوں کے راوی ثقہ پائے مگر محمد ابن سنان کہ یہہ مختلف الاحوال
ہے ہر چند ضعف کو نسبت اس کی رجحان ہے مگر بنظر تصدیق محقق اول علیہ الرحمتہ
صحت ان دو احادیث میں کچھہ شبہہ نہیں چنانچہ شرائع میں فرمایا ہے علی
اشہر الروایتین وہ جو بعضے حضرات جواز متع میں زن مجوسیہ کے ساتھہ توجہ
عدم شہرت کتاب مجوس و نا معلوم ہونے سے ان کی مجوس کو منجملہ کفار غیر کتابیہ شمار
کر گفتگو فی جواز میں قابل التفات کے نہیں بامن دلیل کہ یہہ امر مسلم مذہب حقہ
امامیہ کا ہے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم کسی مسئلہ میں بدون ثبوت
ساز نص اپنی رائے کو دخل نہیں فرماتے جیسا کہ جناب نبی صلوٰۃ اللہ علیہ و الہ
کوئی کلام بدون وحی الہی کے ارشاد نہیں فرماتے یہی نص ما ینطق عن الہوی
ان ہو الا وحی یوحیٰ شاہد اس مقال کی ہے نیز علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم
الرحمتہ و الرضوان نے مجوس کو شامل اہل کتاب کیا ہے چنانچہ شرائع میں
محقق اول نے فرمایا ہے۔ فلیشترط ان تکون الروضہ مسلمتہ
او کتابیہ کالیہودیہ والنصرانیہ والمجوسیۃ علی اشہر الروایتین انتہیٰ
پس بنظر تحقیق محقق اول علیہ الرحمتہ کے گفتگو کو اس امر میں مجال گنجائش
نہیں ثانیاً حیات القلوب میں حیات علامہ مجلسی علیہ الرحمتہ کی بروایت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مجوس کو منجملہ اہل کتاب شمار کیا ہے اور نبی اُن
کے نام جا ماسب تحریر فرمایا ہے پس درصورت تسلیم ابن حدیث کوئی محل
اعتراض کا نہیں جناب ہادیانا ومقتدانا مولوی ابوالقاسم دام اللہ بقائکم
نے اپنے رسالہ برہان المتعہ میں اولویت ترک کو مطلق تحریر فرمایا ہے اگر مقید
بشرط عدم میسر غیر مجوسیہ کے فرماتے تو اولیٰ تر تھا جیسا کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمۃ
نے ارشاد فرمایا ہے زیرا کہ ماخذ مطلق اولویت ترک کا کسے معلوم نہیں وهم و بروایت
اسحٰق الحذاء عن محمد بن الفیض قال سئلت ابا عبداللہ علیہ السلام عن المتعۃ فقال
نعم اذا کانت عارفۃ الی ان قال وایاکم والکواشف والدواعی والبغایا
وذوات الازواج قلت ما الکواشف قال اللواتی یکاشفن وبیوتھن
معلومۃ ویوتین قلت فالدواعی قال اللواتی یدعون الی انفسھن
وقد عرفن بالفساد قلت فالبغایا قال المعروفات بالزنا وذوات
الازواج قال المطلقات علی غیر السنۃ ایضاً بروایت ابی نصیر عن الرضا
علیہ السلام قال سئلتہ یتمتع بالامۃ باذن اھلھا قال نعم ان اللہ
عزوجل یقول فانکحوھن باذن اھلھن ایضا بروایت اسمٰعیل قال
سئلت ابا الحسن ھل للرجل ان یتمتع من المملوکۃ باذن اھلھا ولہ
امرأۃ حرۃ قال نعم اذا رضیت الحرۃ قلت فان اذنت الحرۃ یتمتع قال
نعم ایضا بروایت یزید عارھ سئلت امام الحسن علیہ السلام عن المتعۃ
فقال ھی حلال مباح مطلق لمن لم یغنہ اللہ بالتزویج فلیستعفف
بالمتعۃ فان استغنی عنھا بالتزویج فی مباح لہ اذا غاب عنھا و
بروایت المحقق عن بکر بن محمد فقال لا وبروایت محمد قال سئلت
ابا الحسن عن المتعۃ اھی من الاربع فقال لا وبروایت زرارۃ عن
ابیہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ذکرت لہ المتعۃ اھی
من الاربع فقال تزوج منھن الفا فانھن مستاجرات والصاعن

زرارہ بن اعین قال قلت ما یحل من المتعۃ قال کم شئت و بروایت
ابی نصر عن ابی الحسن علیہ السلام قال سألتہ عن الرجل یکون لہ
جاریۃ یتزوج باختہا متعۃ قال لا رکن سوم اجل ہے یعنی
متعہ میں یہہ شرط ہے متعہ میں اگر ذکر اس کا صیغہ میں نہ کیا جاوے تو نکاح
دائمی منعقد ہو جاویگا موافق مذہب شیخ و ابن براج و ابن صلاح و سید و ابن زہرہ
و محقق اول صاحب شرایع کی لو توہم من حدیث عبد اللہ بن سنان
اور ابن ادریس و علامہ بطلان عقد کی جانب گئے ہیں اس لئے کہ اجل شرط صحت
متعہ سے بھی باخلال بشرط مبطل مشروط کا ہوتا ہے و بو توہما بروایت زرارہ
ثابت ہے عرض کرتا ہے خاکسار مولف رسالہ کہ قول اخرین راجح ہے اس دلیل
سے کہ نکاح دو قسم ہے دائم اور منقطع فیما میں دونوں قسموں کی نسبت تباین نسبت
ایجاب و سلب ہے جس میں واسطہ نہیں ہے اور امر متباین فیما میں نکاح میں
شرط اجل ہے چونکہ رفع شے موجب ثبوت ضد شے کا ہوتا ہے جس صورت
شرط اجل رفع ہوئی ضد اس کی کہ بطلان عقد ہی لازم آیا مولف کے نزدیک
مراد اولین کے انعقاد نکاح سے نکاح دائمی ہونا نکاح منقطع گا کی
... مر ... ہو ... اجل کا معین و محفوظ و محدود ہونا شرط ہے ہر چند
منقطع میں جس کی مدت اجل مدت عمر تک ہو محدود ہونے میں
شک نہیں لیکن یہہ مدت معین بسنین و شہور و ایام نہیں حالانکہ بیچ صحت
اجل کا موصوف ہونا شرط ہے اور قول اخرین کے مراد بطلان عقد سے شاید
عقد منقطع ہو جو فا نحن فیہ ہے نہ نکاح دوام اور قلت و کثرت مدت کا کچھ اندازہ
مقرر نہیں جس قدر ہر دو رضا ہوں خواہ روز منہی خواہ سال مثل اس کی کہ
مقرر کیا جیسے اسوقت سے تا زوال یا غروب یا دو روز یا ایک ماہ یا دو سال چنانچہ
ہشام بن سالم سے روایت ہے قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام
اتزوج المراۃ متعۃ ... متعۃ قال فقال ذالک استحل علیک ...

وتزویک ولا یجوز لک ان تطلقہا الا علی طہر وشاہدین قلت اصلحک اللہ
فلیمت تزوجہا قال ایاماً معدودۃ بشی مسمی مقدارہا تراضیتم فاذا مضت
ایامہا کان طلاقہا فی شرطہا ولا نفقۃ ولا عدۃ لہا علیک
الحدیث واجب ہے عورت پر وفاے مدت کا جس قدر اجرائی پائی جاوے
اگر بعد اجراے صیغہ وجمع شرائط کے موافقت تا انقضاے مدت متروک
رہی اس صورت میں جو اجرہ قرار پائیگا لازم ہوگا ادا اُسکا خواہ موافقت
اُس مدت میں واقع ہو خواہ نہ ہو اور انفکاک متعہ میں طلاق ضرور نہیں بدون
طلاق کے بعد انقضاے مدت کے علیحدہ ہوجاویگی چنانچہ مروی ہے بروایت
محمد بن اسمعیل عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال قلت لہ الرجل یتزوج
المراۃ متعۃ سنۃ او اقل او اکثر قال اذا کان شیئاً معلوماً الی اجل معلوم
قال قلت وتبین بغیر طلاق قال نعم **فائدہ** عرض کرتا ہے خاکسار مؤلف
مفہوم اکثر احادیث واحکام فقہا کا یہہ ہے کہ وضع نا اجراہ بقدر مدت
ترک موافقت جایز ہے چنانچہ رکن چہارم ذکر مہر میں بیان ہوگا معہ [illegible]
گمان نہ ہو کہ ان دونو مسئلوں میں تعارض واقع ہے زیرا کہ حکم ادائے اجرت
مدت ترک موافقت کا اُس صورت میں ہے جو ترک بحالت اختیاری مثل [illegible]
کے یا بحالت اضطراری مثل مرض یا حبس کے منجانب شوہر واقع ہو اور حکم
وضع اجراہ اُسی صورت میں کہ بحالت اختیاری ہو یا اضطراری مثل نشوز
منجانب زن کی ظہور میں آوے چنانچہ منع وضع مدت حیض کا دلیل صریح
ہے **رکن چہارم** مہر ہے یہہ شرط ہے عقد متعہ میں کہ مقرر کیا جاوے
بدون تقرر مہر کے عقد باطل ہوگا بخلاف نکاح دائمی کے کہ اس میں اگر تعیین مہر
تو مہر مثل قرار پاویگا نکاح باطل نہ ہوگا نیز شرط یہہ ہے کہ مہر ملک اس شخص کی
ہو جو نکاح کرتا ہے اور قبضہ میں اُس کے ہو یعنے تا کہ اُس کے پاس موجود ہو نہ مثل
اس کے کہ اس کا قرضہ کسی کے ذمہ ہو اُس قرضہ کو مہر میں حوالہ منکوحہ [illegible]

کر دے نیز شرط ہے کہ مہر میں کسی طرح کا اہمال نہ ہو یعنے معلوم ہو ساتھہ وزن کے
یا کیل کے یا عدد کے یا وصف کے یا معلوم ہو ساتھہ مشاہدہ کے مثل وہ جنس
جو کہ اسقدر پیمانہ فلاں جنس کا یا عدد میں اسقدر روپیہ یا فلانی قسم کا لباس
یا بہہ اسپ یا رخت جو روبرو ہے مقدار مہر کے شرع میں نہیں ہے خواہ کم ہو
خواہ زیادہ حتّٰی کہ یکمشت جو یا خرما وغیرہ اجناس لیکن شرط ہے کہ قیمت اُس جنس
کی ہو سکے اور لازم ہے ادا کرنا مہر کا ساتھہ عقد کے غیر ماجل یعنے فوری بخلاف
نکاح دوام کے کہ اُس میں مہر ماجل یعنے دوسرے وقت مہر ادا کیا جاوے اور
غیر ماجل بھی اگر شوہر قبل از دخول مدت معین منکوحہ کو بخشدے تو واجب ہوگا ادا کرنا
نصف مہر کا اگر بعد دخول کے بخشنے تو تمام مہر قرار پاویگا مگر ساتھہ شرط وفائے مدت
کے منجانب زن کی سے اگر بعض مدت میں دخول کیا ہو تو اُسی قدر مدت کا مہر
کل مہر میں سے ادا کرنا واجب ہے باقی کو مختار ہے چاہے ادا کرے چاہے
وضع کرے لیکن ایام حیض وضع نہیں کر سکتا چنانچہ مرویست بروایت عمر
بن حنظلہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام اتزوج المراۃ شہرا بشیء
مسمی فتاتی بعض الشہر ولا تفی ببعض قال یحبس عنہا من صداقہا
مقدار ما احتبست عنک الا ایام حیضہا فانہا لہا اگر بعد عقد کے فساد
نکاح ظاہر ہوا اس کی کہ وہ عورت صاحب زوج ہو یا خواہر زوجہ سابق ناکح کی
یا مادر اُس کی زوجہ کی ہو مثل اس کے کوئی امر موجب فسخ کا ہو اگر یہہ فساد
قبل از دخول ظاہر ہوا ہو دریں صورت مہر کا دینا لازم نہیں اگر ادا کر دیا ہو واپس
لینا لازم ہے اگر بعد دخول کے ظاہر ہوا ہو اور عورت مہر لے چکی ہو اُس کا واپس
لینا نہیں لازم اس صورت میں اگر بعض مہر ادا کر دیا ہو اور بعض باقی ہو تو
جو کچھہ لے چکی ہے وہ حق اُس کا ہے جس قدر باقی ہو اُس کا مطالبہ نہیں کر سکتی
چنانچہ مرویست بروایت حفص بن البختری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال اذا بقی علیہ شیء من المہر وعلم ان لہا زوجا فما اخذت فلہا

قال سأل رجل ابو الرضا علیه السلام وانا اسمع عن الرجل یتزوج المرأة متعة ویشترط علیها ان لا یطلب
ولدها فتاتی بعد ذلک بولد فینکر الولد فشدد فی ذلک قال یجحد وکیف یجحد اعظاما لذلک
قال الرجل فان اتهمها قال لا ینبغی لک ان تتزوج الا مؤمنة   عدہ متعہ کا چہل و
پنج روز ہیں یعنے اگر زن بعد انقضای مدت متعہ کے دوسرا متعہ دیگر شخص کے
ساتھ کرنا چاہئے تو لازم ہے اسکو چہل و پنج روز کا عدہ رکھنے بعد عدہ کے متعہ
دوسرا کرے اس وجہ سے کہ عدہ طلاق زن آزاد مستقیمة الحیض تین مہینہ ہیں یا
تین حیض اور عدہ کنیزان او معاف کا نصف اس کا ہے پس زن ممنوعہ مثل کنیز کے
متصور ہے ایسے احکام میں عدہ بھی اس کا مثل عدہ کنیز کے ہونا لازم ہے
چنانچہ مرویست بروایت زرارہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ قال ان کانت تحیض فحیضة
وان کانت لا تحیض فشهر ونصف ایضا بروایت ابی نصر عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام
قال قال ابو جعفر علیہ السلام عدة المتعة خمسة واربعون یوما والاحتیاط خمسة واربعون
لیلة اگر مرد بعد عقد متعہ کے فوت ہو جاوے مدت متعہ میں تو عورت
کو لازم ہے عدہ وفات یعنی چہار ماہ دس روز ہیں اور عدہ وفات آزاد و کنیز میں
تفاوت نہیں دونوں مساوی ہیں چنانچہ مرویست بروایت عبد الرحمن بن الحجاج
قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن المرأة یتزوجها الرجل متعة ثم یتوفی عنها هل علیها
العدة فقال تعتد باربعة اشهر   نفقہ و سکنی زن ممنوعہ کا مرد پر واجب نہیں علی ہذا القیاس
بھی مستور بخلاف نکاح دائمی کے کہ اس میں نفقہ و سکنی و قسمت واجب ہے مرد پر بشرط تمکین و عدم نشوزہا
چنانچہ مرویست بروایت ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی حدیث فی المتعة قال ولا نفقة ولا عدة
علیک ... عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی المتعة ... وان اقاما ... والا
طلب وان کنت ولا عدة لک علیها   عزل زن متمتع بہا جائز ہے بغیر رضا
زن منکوحہ کے کہ عزل زن منکوحہ سے جائز نہیں چنانچہ مرویست بروایت محمد بن
مسلم قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن العزل فقال ذلک الی الرجل یصرفه حیث
شاء   جائز ہے تجدید متعہ کا بدون انتظار عدہ کے ساتھ متعہ کرنیوالے کو

زن ممنوعہ کے ساتھ چنانچہ مرویست بروایت عبد الرحمن بن ابی نجران و احمد بن ابی نصر
قال لا باس ان تزوجها ... و تزیدها اذا انقطع الاجل فیما بینکما تقول لها استحللتک بأجل آخر
برضا منها و لا یحل ذالک لغیرک حتی تنقضی عدتها و بروایت ... اذا یزوج الرجل المراة متعة کان
علیها عدة لغیره فاذا اراد هو ان یزوجها لم یکن علیها عدة یزوجها اذا شاء جائز ہے ایک عورت سے کئی مرتبہ
متعہ کرنا زن ممنوعہ بعد سیوم مرتبہ کے حرام نہیں ہوتی مثل نکاح کے کہ بعد تین مرتبہ
کے نکاح ایک شوہر سے پھر حرام موید ہو جاتی ہے و مرویست بروایت ازارہ
عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت له الرجل یتزوج المتعة و ینقضی شرطها یزوجها رجل آخر حتی
بانت منه ثم یزوجها ... الاول حتی بانت منه ثلثا و یزوجت ثلثة ازواج یحل للاول ان یزوجها
قال نعم کم شاء ... هذه مثل الحرة هذه مستاجرة و هی بمنزلة الاماء و بروایت علی بن الحکم
عن ابی عبد الله علیه السلام فی رجل یمتع من المراة ... قال لا باس یتمتع منها ما شاء
... اگر زن بالغہ رسیدہ منع کرے ولی اُس زن کو اعتراض لازم نہیں ہر چند باکرہ ہو
چنانچہ مرویست بروایت سعدان بن مسلم عن رجل ابی عبد الله علیه السلام قال لا باس بتزوج
البکر اذا رضیت بغیر اذن الولیا ایضا باسناده عن ابی سعید عن الحلبی قال سالته عن التمتع من البکر اذا کانت
بین ابویها بلا اذن ابویها قال لا باس ما لم یقتض ما هناک لتعف بذلک اور بعض روایت سے
کراہت جواز منع میں باکرہ سے بدون اذن باپ اُسکے کے ثابت ہے چنانچہ بروایت
ابی نصر عن الرضا علیه السلام قال البکر لا یزوج متعة الا باذن ابیها و بروایت حفص بن البختری
عن ابی عبد الله علیه السلام فی الرجل یتزوج البکر متعة قال یکره للعیب علی اهلها عرض کرتا ہے مولف
کہ مفہوم ان دونو حدیثوں میں کچھہ تعرض نہیں مآل ان دونوں کا واحد ہے ہر چند تلفظ میں
اندک تفاوت ہے اور روایت ہے انکی تفقہ میں مگر محمد بن احمد مخدوش ہے اس مقام پر
مخدوش ہونا اُس کا کچھہ قادح مقصود نہیں ہے آخر دعونا الحمد لله العلی العظیم علی نعمائه العمم
و افضاله الجسیم و نصلی علی محمد و آله الکریم قد فرغت من سوید هذه المسودة تاسع من الصفر من
... والا ... من ... ملوا ... مهاهرها

خط

اجـــــــازہ

مؤلف رسالہ ہذا کو جو منجانب علمائے عصر حاصل ہے
بنا بر اظہار وثوق اعتبار مولف شامل طبع
رسالہ ہذا کر دیا معہ ترجمہ کی بزبان اردو
تاکہ بیندگان رسالہ ہذا احوال
مصنف سے مطلع ہوکے
رسالہ ہذا کو مستند
سمجھیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الصلوٰۃ معراجاً للمومنین وتقرباً
جمیع حمد ثابت ہے واسطے اُس اللہ کے جس نے گردانا نماز کو معراج واسطے مومنین کے اور نزدیکی واسطے
للمتقین واقامتها بالجماعة من افاضل سنن الدین وقد اشار
پرہیزگاروں کے اور قائم کرنا نماز کا ہمراہ جماعت کے بزرگترین سنتہائے دین سے بھی تحقیق اشارہ کیا ہے
الیها سبحانه فی کتابه المبین بقوله تعالیٰ وارکعوا مع
طرف اُس امر کے اللہ پاک نے کتاب اپنی میں جو روشن ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یعنے نماز پڑھو تم ساتھ
الراکعین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا افضل المرسلین واله
نماز پڑھنے والوں کے اور درود اور سلام نبی ہمارے پر جو افضل مرسلین کے ہے اور آل آنکی
البررۃ الطیبین الطاهرین اما بعد فان صلوٰۃ الجماعة
پر جو نیک اور طیب اور طاہر ہیں بعد حمد و صلوٰۃ کے پس تحقیق نماز جماعت کی
وصلت فی الاشتهار الیٰ حد لا یکاد یخفی علی اولوا الابصار
پہنچی ہے شہرت میں طرف ایک حد کی کہ نہیں رہی پوشیدہ صاحبان بینائی پر
ثم لا یعزب عن الاخوان فی الدین وموالی المعصومین
بعد ازاں پوشیدہ نہیں برادران دینی سے اور دوستان ائمہ معصومین

والاخلاق الکریمة والفضائل السدیدة فهو المجاز فی اقامة الجمعة

اور اخلاق بزرگ کے اور فضیلتاں محکم کے پس وہ مجاز ہے قائم کرنے نماز جمع

والجماعات وان یؤمن اراد الاقتداء به فی فرائض الصلوٰة واوصیه

اور جماعت کا اور یہہ کہ امام کریں اسکو جو کوئی چاہے پیروی اسکی فرائض نماز میں اور نصیحت

بملازمة التقوی فانها العروة الوثقی وعلیه بمراعاة الاحتیاط

کرتا ہوں میں اسکو ساتھ ہمیشہ پرہیزگاری کے پس تحقیق پرہیزگاری جائے محکم ہے اور اسپر ہے نصیحت ساتھ رعایت کھینی احتیاط

فی کل باب فانه یوجب الفوز والنجاة یوم القیٰمة والحساب وآخر

ہر باب میں پس احتیاط واجب کرتا ہے پہنچے نجات کو روز قیامت کے پس آخر

دعوٰنا ان الحمد لله رب العٰلمین وصلی الله علی نبینا واله

دعوی ہمارا یہہ ہے کہ تحقیق حمد ہے واسطے اللہ کے جو پروردگار عالم کا ہے اور درود اللہ کا نبی ہمارے پر اور ال

الطاهرین نمقه العاصی الضعیف الراجی غفران الله

طاہرین پر لکھا اسکو گنہگار ضعیف امیدوار بخشش اللہ تعالی

القوی خادم الشریعة المصطفویة السید المصطفی المدعو

قوی سے خادم شریعت مصطفوی کا سید مصطفی مشہور

۸

بمیرزا آغا النقوی

ساتھہ میرزا آغا کی نقوی

سنہ ۱۲ ھ ۸
سید محمد ہادی
ابن عمدة العلما
سید مصطفی

خاتمہ رسالہ جو باسم نامی اسم گرامی علت موجبہ تحریر اس رسالہ کے اختتام پایا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعل التوفیق اسباب التحسین ومدارج

التصدیق والصلوٰۃ علےٰ خیر المرسلین الذی ھو باعث ایجاد والتکوین کما قال اللہ جل جلالہ لولاک لما خلقت الافلاک وآلہ الطیبین الطاہرین الذین ھم الائمۃ المعصومین صلوٰۃ اللہ علیھم اجمعین الیٰ یوم الدین ؁

کہ درین زمان سعادت و فرحت توامان این رسالہ بحسن تائید رشید و امداد مفید شبیر بیشہ شجاعت و فتوت مصارع میدان سخاوت و مروت متکی مسند ریاست و ایالت صدر سریر حکومت و سیاست صاحب توفیق جزیل و قدر جلیل و وضع جمیل و مراتب نبیل مجمع مجاہد رفعت و اقبال کہف المومنین عماد الاسلام و المسلمین زبدہ عمایدِ دوران قدوہ اراشد زمان خان والاشان ذوجبیہ الامکان سلالہ اماجد الطیاب نواب مستطاب محمد احسن علیخان صاحب بہادر لا زالت شموس اقبالہ من افلاک الدوران صورت تحریر و تسوید پذیرفتہ بخوبی تمام و اسلوبی مالا کلام باسم سامی و نام گرامی نشان انجام و اختتام یافت امید کہ مقبول نظر فیض اثر جناب ممدوح گردیدہ مفید ہر خاص و عام گردد۔ بالنبی وآلہ الامجاد صلوٰۃ اللہ علیھم الیٰ یوم التناد

تاریخ طبع و تالیف رسالہ

منجانب منشی عبد اللطیف صاحب ٹھیکہ دار متوطن قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور حال مالیرکوٹلہ

وصف کیا ہووے اُس کتابت کا
ہو مجول بھلا جو آیت کا

ہو سند میں جو آیت مصحف
کیوں نہ دعویٰ ہو شان و شوکت کا

آئی تو سامنے ذرا دیکھیں
زعم ہو جس کو اُس کی حرمت کا

گر نہ پا سنخ میں ایسی آیت ہو
پھر ٹھکانا نہیں ہے خفت کا

یہہ مولف کا دیکھو حسن خیال
بیٹھی بٹھلائی کام ہمت کا

بے مشقت یہہ نص قرآنی
کام آساں ہوا ہے خلقت کا

جانی قرآن نہ مانی کوئی حدیث
قید مذہب نہ پاس ملت کا

آیا جو دل میں کہدیا فی الفور
وقت جاتا رہا ہے ہیبت کا

دیکھہ لو سیر کرکے دُنیا کی
نام بدنام ہے دیانت کا

ہو گیا ہے حلال جو تھا حرام
منع سے کام نکلے حلت کا

کار دُنیا میں ایسے ہیں مخبوط
خوف مطلق نہیں قیامت کا

اس رسالے کا جو مصنف ہے
مستحق ہو گیا ہے جنّت کا

مسئلہ بھی کہیگا صاف وہی
جو کہ پابند ہے قناعت کا

آبرو اُس کی خاک میں ملجائے
ہو جو خواہاں یہاں کی رفعت کا

مت نہیں ہے تو جانور ہے وہ
آدمی ہووے تو کسی مت کا

جانے دے اسے لطیف یہ قصے
ذکر کر کچھہ سر خدا کی نعمت کا

راستبازی میں زخم کھاتے ہیں
درجہ افزوں ہے کیوں شہادت کا

فکر تاریخ کی ہے تجھہ کو لطیف
وقت آخر کے پہنچا نوبت کا

ہول کے سر کو کاٹ کر لکھدے
ہے رسالہ متعہ کی حلت کا

٥

١٣١٠ھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴	الفجار	الفجار	۹	۳	حدیث مرجوح	حدیث مرجوح
۲	۴	ثما استنقعم	ثما استنقعم	//	۴	ترجیح مرجح	ترجیح مرجوح
//	۹	النهار	النهار	//	۲۰	مراد اس حسین	برادر امام حسن
۳	۱۴	جب کسی	جب کسی	//	۲۳	مخلیص	تخلیص
//	۱۶	مفروس	مفروش	۱۰	۱۵	مرد لسبت	مرد لسیت
۴	۳	مقتدمین	متقدمین	۱۱	۱۸و۹	ناصبیه	ناصبیه
//	//	قابل تنسیخ نہین ہین	جو قابل تنسیخ نہین ہیں	//	۱۳	مگر با ان زن	مگر باذن زن
//	۹	تجاری روا سی	اتفوا تماری روا سی	//	۱۴	بین الاحسین	بین الاختین
//	۱۰	مضبوت ہیں	مظبوط ہیں	//	۱۵	مکرره ہیی بدون	مکرره ہیی بدون تقرری
//	۱۷	متنع	متعه	//	۲۰	الرجال بمتنع التمتو	الرجال یمتنع من التمتع
//	۲۲	یہہ ابن عباس	یعنی ابن عباس	۱۱	۲۱	بدلک	بذلک
۵	۶	ثابت ہی	ثابت نہین ہے	//	//	فالجحیہ فقار	فالجحیہ فقال فلا
۶	۲	ستلا ذان	ستی ذان	۱۲	۴	یقین	یقینین
۷	۶	تفسیر کبیر اور منثور	تفسیر کبیر و تفسیر در منثور	۱۲	۶	زادسیسه	زردستیه
۷	۱۱	حلوم	حلوا	//	۱۳	اشتهر الروا	اشتهر الروایتین
//	۱۲	مدالبس	تدالبس	//	//	بامرن دلیلا	بابن دلیلا
۸	۴	اوسکے مضمون کی	اس مضمون کی	//	۱۰	فرمانی ہی	فرمانی نہی
۸	۵	سنقفی الله	سنقفی الیه	//	۲۰	المروضه	المزوجه
۷	۱۳	مضبوت	مضبوط	//	۱۴	کرانی جوا ہن	کرانی بیٹا جوارہن
//	۱۴	مدالبس	تدالبس	//	۱۳	بکونی سی انکی	ہونا نہی انکی
۹	۶	تفیص بر ہی	تفیصہ برہی	//	۲۱	اشتهر الروایتان	اشتهر الروایتین
۸	۹	متعه فرمایا	منع فرمایا	//	۱۲	علامه مجلسی علیه الرحمه	جناب علامه مجلسی علیه الرحمه
//	//	خدمت علمی	خصرت علی	۱۳	۲	کی نام	کی کا نام